Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.21767988

Dr. Nazar Khaleeq as a Critic and Researcher: Intellectual Dimensions and Status in Contemporary Criticism

ڈاکٹر نذر خلیق بہ حیثیتِ نقاد و محقق: فکری جہات اور معاصر تنقید میں مقام

Dr. Syed Ishfaq Hussain Bukhari
Associate Professor, Department of Urdu,
Muslim Youth University (MY), Japan Road,
Islamabad.

Abstract

*This research article critically evaluates the intellectual contribution and methodological approach of Dr. Nazar Khaleeq as a distinguished figure in contemporary Urdu literary criticism and research. Tracing the evolutionary trajectory of Urdu criticism from early biographical compendiums (Tazkiras) and Altaf Hussain Hali's seminal *Muqaddama to Marxist, psychological, stylistic, and post-modernist discourses the study highlights the pivotal role of text-centric and reader-oriented practical criticism. Dr. Nazar Khaleeq navigates beyond rigid ideological dogmatism, advocating for literature that retains communicability, aesthetic pleasure, and socio-psychological relevance.*

The paper examines his critical paradigm across four key dimensions: opposition to abstract absurdity in modernist fiction, preservation of the sociological and moral integrity of narrative art (exemplified through his comparative analysis of Sultan Jamil Naseem and Munshi Premchand), reinterpretation of universal and mystical values (particularly his humanist reading of Rabindranath Tagore's Gitanjali), and an objective, evidence-based prose style. Furthermore, the article explores his rigorous research methodology (minhaj-e-tahqeeq), emphasizing his deep command over classical Arabic, Urdu, and Western lexicographical sources. Special attention is given to his theoretical resolution of Sarqah (literary plagiarism) versus Tawarud (unintentional thematic coincidence), wherein he establishes clear boundaries between deliberate artistic dishonesty and innocent intellectual convergence. Ultimately, Dr. Nazar Khaleeq emerges as a balanced, objective, and synthesis-driven scholar whose dual contribution as a critic and researcher offers a vital framework for contemporary Urdu scholarship.

Keywords: *Urdu Criticism, Dr. Nazar Khaleeq , Text-Centric Criticism (Matn-Markaz Tanqeed), Literary Research Methodology (Minhaj-e-Tahqeeq), Plagiarism and Coincidence (Sarqah-o-Tawarud), Sociology of Urdu Fiction, Contemporary Urdu Literature*

اردو تنقید کا سفر تذکروں کی سرسری رائے سے ہوتا ہوا حالی کے مقدّمے، اور پھر وہاں سے مارکسی، نفسیاتی، اسلوبیاتی اور مابعد جدید مباحث تک پہنچا ہے۔ اس ارتقائی عمل میں عملی تنقید کا کردار ہمیشہ کلیدی رہا ہے، کیونکہ یہ نظریاتی ابہام کو دور کر کے راست متن پر اصولوں کا اطلاق کرتی ہے۔ ڈاکٹر نذر خلیق کا شمار اردو کے ان سنجیدہ فکر نقادوں میں ہوتا ہے جنہوں نے نظریاتی کٹر پن کا شکار ہوئے بغیر 'متن مرکز' اور 'قاری اساس تنقید کو فروغ دیا۔ ان کی تنقید محض فکری موشگافی نہیں ہے، بلکہ وہ ادب کو زندگی کے سماجی و نفسیاتی حقائق کے آئینے میں دیکھنے کے قائل ہیں۔

فکری جہات اور تنقیدی رویہ:

ڈاکٹر نذر خلیق کے تنقیدی مضامین اور تجزیوں کا گہرا مطالعہ کیا جائے تو ان کے ہاں چند مستقل فکری رویے اور جہات نمایاں ہو کر سامنے آتی ہیں:

ا۔ ابہام اور لایعنیت کی مخالفت (ادب اور قاری کا رشتہ):

ڈاکٹر نذر خلیق مابعد جدیدیت یا جدیدیت کی اندھی تقلید میں لکھے جانے والے اس مبہم اور تجریدی ادب کے سخت مخالف ہیں جو قاری اور ادیب کے درمیان رابطے کو منقطع کر دے۔ ان کا واضح نقطۂ نظر ہے کہ:

"اچھا ادب وہ ہے جو ہر طرح کے قاری کے لیے باعثِ تفہیم بھی ہو اور باعثِ لطف بھی۔"(1)

وہ لایعنیت کے غبار میں گم پیچیدہ فکشن پر گرفت کرتے ہیں اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ادب کا بنیادی مقصد ابلاغ اور انسانی جمالیات کی تسکین ہے۔

۲۔ فکشن کی عمرانی اور روایتی آبرو کا تحفظ:

جب وہ سلطان جمیل نسیم کے افسانوی مجموعے "میں آئینہ ہوں" کا محاکمہ کرتے ہیں، تو داستان سے افسانے تک کے ارتقا پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ وہ فکشن کو محض تفریح نہیں بلکہ سماج کا سچا عکاس مانتے ہیں۔ پریم چند کے افسانے "کفن" کے تقابلی تناظر میں جب وہ نسیم کے افسانے "ترکہ" کا تجزیہ کرتے ہیں، تو ان کی عمرانی تنقید کھل کر سامنے آتی ہے۔ وہ دکھاتے ہیں کہ کس طرح غریب طبقہ جاہلانہ رسوم و رواج اور غربت کی چکی میں پس رہا ہے۔ یہ تجزیہ ثابت کرتا ہے کہ ان کی نظر صرف فکشن کی ہیئت پر نہیں، بلکہ اس کے پس پردہ کارفرما سماجی شعور پر بھی ہے

۳۔ آفاقی و صوفیانہ اقدار کی تفہیم:

ڈاکٹر نذر خلیق کی تنقیدی بصیرت صرف فکشن تک محدود نہیں، بلکہ وہ شاعری کے آفاقی اور فلسفیانہ پہلوؤں کو بھی اسی مہارت سے گرفت میں لیتے ہیں۔ رابندر ناتھ ٹیگور کی "گیتان جلی" پر ان کا تجزیہ ان کی وسیع المشربی اور صوفیانہ مباحث پر دسترس کا گواہ ہے۔ وہ ٹیگور کو روایتی خانقاہی صوفی کے برعکس ایک "انسان دوست" کے روپ میں پیش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ٹیگور کا تصوف ترکِ دنیا کا نہیں، بلکہ کسان اور مزدور کے پسینے میں خدا کو تلاش کرنے کا نام ہے۔ یہ زاویہ ان کی تنقید کو وسعتِ نظری عطا کرتا ہے۔(2)

۴۔ تجزیاتی اور معروضی اسلوب:

ان کی تنقید کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ مرعوبیت یا مبالغہ آمیز ثناخوانی سے پاک ہے۔ وہ متن کی خوبیوں کو ٹھوس شواہد اور اقتباسات کے ذریعے ثابت کرتے ہیں، اور جہاں تخلیقی یا تحقیقی کمزوریاں نظر آئیں، وہاں معروضی انداز میں گرفت بھی کرتے ہیں۔ ان کی زبان علمی اصطلاحات سے آراستہ ہونے کے باوجود سلیس، شگفتہ اور رواں ہے۔

1۔ معاصر اردو تنقید میں مقام:

معاصر اردو ادب میں جہاں ایک طرف خشک نظریاتی تنقید کا دور دورہ رہا اور دوسری طرف محض تاثراتی واہ واہ کی روایت رہی، وہاں ڈاکٹر نذر خلیق نے ایک متوازن، درمیانی اور صائب راستہ اختیار کیا۔ ان کا مقام ایک ایسے 'متن شناس' نقاد کا ہے جو تخلیق کار کے نفسیاتی محرکات اور سماجی پسِ منظر کو یکجا کر کے ایک نامیاتی نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ وہ حلقۂ اربابِ ذوق کی فنی کڑی نظر اور ترقی پسندوں کے سماجی شعور کا ایک خوبصورت امتزاج پیش کرتے ہیں۔(3)

ڈاکٹر نذر خلیق بہ حیثیتِ نقاد اردو ادب کے معماروں میں ایک منفرد حیثیت کے حامل ہیں۔ ان کی تنقید نگاری متن کی تفہیم کو آسان بناتی ہے، قاری کو تخلیق کے قریب لاتی ہے اور سماجی اقدار کا پاس رکھتی ہے۔ ان کا معروضی اسلوب، تقابلی مطالعے کی عادت اور لسانی محاسن پر گرفت انہیں معاصرین میں ممتاز کرتی ہے۔ اسی طرح ان کی تحقیق بھی قابلِ توجہ ہے۔

تحقیق کسی بھی زبان کے نثری و شعری سرمائے کو پرکھنے، اس کی حدود کا تعین کرنے اور حقائق کو افسانے سے جدا کرنے کا ایک معتبر علمی ذریعہ ہے۔ اردو ادب میں جہاں تخلیق کاروں کی ایک طویل فہرست ہے، وہاں ایسے محققین کی تعداد ہمیشہ مختصر رہی ہے جنہوں نے نظریاتی گہرائی اور کلاسیکی مآخذ پر گہری نظر کے ساتھ تنقیدی اصول وضع کیے۔ ڈاکٹر نذر خلیق اردو اکیڈمک دنیا میں ایک ایسا ہی معتبر نام ہیں جن کا تحقیقی سفر دو دہائیوں سے زائد عرصے پر محیط ہے۔ ان کی تحقیق محض روایتی چھان پھٹک تک محدود نہیں، بلکہ وہ متون کے لغوی، اصطلاحی اور فکری اصولوں کا گہرا غواصی کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں۔ زیرِ نظر مقالے میں ان کے حالیہ تحقیقی کام (بالخصوص سرقہ اور توارد کی نظریاتی حدود) کی روشنی میں ان کے اسلوبِ تحقیق اور علمی مرتبے کا جائزہ لیا گیا ہے(4)

۲۔ڈاکٹر نذر خلیق کا منہجِ تحقیق اور طریقہ کار:

ڈاکٹر نذر خلیق کے تحقیقی طریقہ کار کا گہرائی سے مطالعہ کیا جائے تو ان کے منہج کی چند بنیادی خصوصیات نمایاں ہو کر سامنے آتی ہیں:

الف)لغوی اور اصطلاحی مآخذ پر گرفت:

ایک سچے محقق کی پہلی نشانی یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی تصور کی جڑ تک پہنچنے کے لیے لغات کا سہارا لیتا ہے۔ ڈاکٹر نذر خلیق اپنے تحقیقی کاموں میں محض سطحی تعریفوں پر اکتفا نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر "سرقہ اور توارد" کی بحث میں وہ بیک وقت اردو لغت (جلد یازدہم)، عربی کی بنیادی لغات (المنجد اور مصباح اللغات) اور انگریزی کے معتبر انسائیکلوپیڈیاز سے رجوع کرتے ہیں تاکہ اصطلاح کی کثیر الجہتی تاریخ سامنے آ سکے۔

ب)کلاسیکی و معاصر متون کا امتزاج(5)

ان کا اسلوبِ تحقیق کلاسیکی روایات اور جدید مغربی اصولوں کا ایک خوبصورت امتزاج ہے۔ وہ جہاں ایک طرف المنجد اور تاج العروس جیسے قدیم عربی مآخذ سے استدلال کرتے ہیں، وہاں دوسری طرف دائرہ معارفِ اسلامیہ اور جدید اکیڈمک تعریفوں کو بھی اپنے اسکرپٹ کا حصہ بناتے ہیں، جو ان کی ہمہ گیر علمی بصیرت کا ثبوت ہے۔

۳۔ فکری و نظریاتی اصابت: سرقہ اور توارد کا قضیہ:

ڈاکٹر نذر خلیق کی اصولِ تحقیق پر مہارت کا سب سے بڑا ثبوت ادبی باریکیوں اور فکری گتھیوں کو سلجھانا ہے۔ اردو شعری روایت، بالخصوص غزل میں "ادبی چوری" (سرقہ) اور "فطری اتفاقِ خیال" (توارد) کے درمیان حدِ فاصل قائم کرنا ہمیشہ سے ایک مشکل امر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی تحقیق کے ذریعے ان دونوں کے نظریاتی حدود کو درج ذیل بنیادوں پر الگ کیا ہے:(6)

شعوری بدنیتی بمقابلہ لاشعوری فکری ملاپ:

وہ ثابت کرتے ہیں کہ سرقہ ایک ارادی اور بدنیتی پر مبنی عمل ہے جس میں دوسرے کے تخلیقی کام کو اپنا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس، توارد دو پاکیزہ اور ہم عصر ذہنوں کا ایسا لاشعوری اتفاق ہے جہاں مطالعہ یا کلام سے واقفیت کے بغیر بھی خیالات یکساں ہو سکتے ہیں۔

کلاسیکی بلاغت کی تائید:

وہ حکیم نجم الغنی کی 'بحر الفصاحت' اور 'حدائق البلاغت' جیسے مستند اصولوں کو سامنے لا کر یہ واضح کرتے ہیں کہ اگر کسی مضمون یا تشبیہ میں عام نوعیت کی مماثلت پائی جائے تو اسے سرقہ نہیں کہا جائے گا۔ اس سے ان کی نقدِ شعر پر گہری گرفت کا اندازہ ہوتا ہے۔(7)

اساتذہ کے کلام کا دفاع:

مولانا شبلی نعمانی کے 'موازنہ انیس و دبیر' کے حوالے سے میر انیس اور مرزا دبیر کے اشعار کی مماثلت کو توارد کا نام دے کر انہوں نے اساتذہِ سخن کے شعری مرتبے اور ان کی تخلیقی دیانت کا علمی دفاع کیا ہے۔(8)

۴۔ڈاکٹر نذر خلیق کے تحقیقی اسلوب کی خصوصیات:

معروضیت

ڈاکٹر نذر خلیق کی تحقیق میں ذاتی پسند یا ناپسند کی بجائے خالص علمی اور معروضی انداز پایا جاتا ہے۔ وہ ہر دعوے کے پیچھے ٹھوس دلیل اور ماخذ پیش کرتے ہیں۔(9)

حوالہ جاتی مہارت:

ان کے مقالاجات کی بلیو گرافی یہ ظاہر کرتی ہے کہ وہ صرف ثانوی مآخذ پر تکیہ نہیں کرتے بلکہ اصل اور بنیادی مآخذ تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔

واضح اور اکیڈمک زبان:

ان کی تحریر کی زبان بوجھل پن سے پاک، مگر علمی وقار کی حامل ہے۔ وہ مشکل ادبی اصطلاحات کی تفہیم اس انداز میں کرتے ہیں کہ طالبِ علم اور نقاد دونوں یکساں طور پر مستفید ہو سکیں(10)

ڈاکٹر نذر خلیق کا شمار اردو ادب کے ان گنے چنے محققین میں ہونا چاہیے جو تحقیق کو محض معلومات کا انبار نہیں سمجھتے بلکہ اسے ایک فکری اثاثہ بناتے ہیں۔ "سرقہ اور توارد" جیسے کٹھن موضوع پر ان کا حالیہ مقالہ ان کی اکیڈمک پختگی، لغوی باریک بینی اور نقدِ شعر کے مروجہ اصولوں پر مکمل دسترس کا بین ثبوت ہے۔ انہوں نے اردو محققین کو یہ سکھایا ہے کہ کسی بھی متن کی جانچ پڑتال کرتے وقت جلد بازی کی بجائے، عمیق نظری، دیانت داری اور کثیر لسانی مآخذ کا استعمال کتنا ضروری ہے۔ بلا مبالغہ، ان کا تحقیقی اسلوب معاصر اور آنے والے محققین کے لیے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

کتابیات

1۔ حیدر قریشی (مدیر)؛ جدید ادب شمارہ نمبر 2 جرمنی جون 2000ء، ص 45 تا 48

2۔ جدید ادب شمارہ 3 ستمبر 2000ء، ص 24 تا 28

3۔ سہ ماہی کائنات انڈیا شمارہ جون 2004 ء، ص 55 تا 61

4۔ عکاس اسلام آباد شمارہ 15؛ 2005ء، ص 78 تا 83

5۔ عکاس اسلام آباد شمارہ 9 ، 2006 ء، ص 4 تا 5

6. دستاویز کلکتہ یونیورسٹی کلکتہ شمارہ 7؛ 2012ء، ص 27 تا 32

7۔ جدید ادب (میراجی نمبر) شمارہ نمبر 19؛ 2012ء، ص 151 تا 153

8۔ ماہنامہ قرطاس ناگ پور شمارہ 6، 2007 ء، ص 25 تا 30

9۔ جدید ادب جرمنی شمارہ 1 2 2009 ء، ص 128 تا 133

10۔ ماہنامہ ادب ساز دہلی شمارہ 6، 2008ء، ص 100 تا 1002